Volume 03, Issue 04,
October-December 2025
PP: 62-74
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

نبی کریم ﷺ کے منہج تربیت کی جدید نفسیاتی اور سماجی علوم کے ساتھ تطبیق

The Prophetic Method of Education in the Light of Modern Psychological and Social Sciences

Dr. Kalsoom Pracha[1], Ayesha Ajmal[2]

Article History

Received
11-12-2025

Accepted
30-12-2025

Published
31-12-2025

Abstract & Indexing

Abstract

This research investigates the pedagogical methodology of the Prophet Muhammad (peace be upon him) and its relevance to modern psychological and social sciences. The study demonstrates that the Prophet's educational model was comprehensive, addressing not only intellectual and cognitive aspects but also emotional, moral, spiritual, and social dimensions of human growth. Unlike many contemporary approaches that focus primarily on technical or behavioral aspects, the Prophetic model integrates compassion, empathy, gradual training, and moral guidance into the very fabric of education. The findings highlight several dimensions of this pedagogy. First, positive reinforcement and encouragement were central to the Prophet's method, which aligns with modern psychology's emphasis on affirmation for building self-confidence and resilience. Second, his approach to anger management and emotional regulation resonates strongly with contemporary theories of emotional intelligence, emphasizing patience, self-control, and empathy. Third, social training within family and community structures formed a critical element, ensuring children developed responsibility, cooperation, and respect for others. Fourth, the use of practical role-modeling demonstrates the principle that children and youth learn most effectively through lived examples rather than abstract instruction. This study concludes that Prophetic pedagogy not only predates but also surpasses modern educational theories by presenting a timeless, human-centered, and holistic approach. It provides valuable insights for contemporary parents, educators, and policymakers seeking to integrate ethical, emotional, and social dimensions into effective education and training systems.

Keywords:

Prophetic Pedagogy, Child Psychology, Emotional Intelligence, Social Development, Islamic Education, Parenting.

[1] *Chairperson, Department of Islamic Studies and Comparative Religions, The Women University, Multan.* drkalsoom@wum.edu.pk
[2] *MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, The Women University Multan.*

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف:

نبی کریم ﷺ کی تربیت کا منہج ایک جامع اور متوازن نظام ہے، جو انسانی فطرت، اخلاقیات اور سماجی اقدار کو اکٹھا کرتا ہے۔ جدید نفسیاتی اور سماجی علوم نے تربیت و تعلیم کے اصولوں کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا ہے مگر نبی کریم ﷺ کا طریقۂ تربیت اس سے کہیں زیادہ جامع اثرات کا حامل ہے۔ آپ ﷺ کی تربیت کے قوانین نہ صرف عقلی اور منطقی بنیادوں پر استوار تھے بلکہ وہ روحانی اصلاح کا بھی ذریعہ تھے۔ جدید تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بچوں کی تربیت میں محبت، شفقت، حکمت اور عملی نمونہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ تربیت انہی اصولوں پر مشتمل ہے۔ اسلام اس فطری محبت کو صرف جذباتی تعلق تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے ایک مؤثر تربیت کا ذریعہ بناتا ہے، جس کے ذریعے بچوں کی شخصیت میں توازن، اعتماد اور اخلاق کی پختگی رونما ہوتی ہے۔ جب بچہ عقل و شعور کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کی تربیت صرف جذباتی دائرہ تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اسے شجاعت، صداقت، خود اعتمادی، جرات اور بہادری جیسے اوصاف سے روشناس کرانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا تربیتی انداز یہی تھا کہ آپ ان کے اندر صلاحیتوں کو پہچان کر ان کی رہنمائی کرتے۔ اسلام یہی تعلیم دیتا ہے کہ بچے کی پہلی گھٹی میں ہی ایسے اصول اور اقدار کو شامل کیا جائے جو اسے ایک متوازن اور باشعور انسان بنائیں، اس کے ذہن میں ایسی مثبت سوچ راسخ کی جائے جو اسے اعلیٰ مقاصد کی طرف راغب کرے۔

نبی پاک ﷺ کی تعلیمات آج کے نفسیاتی اور معاشرتی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔ آپ ﷺ کی تربیت کا اثر بچوں پر یہ ہوتا ہے کہ وہ محبت، شجاعت، قدرت مادی سماجی شعور سے بھرپور شخصیت کے حامل بنتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے مطابق تربیت میں سب سے اہم عنصر جذباتی استقامت ہے اور آپ ﷺ نے بچوں اور نوجوانوں کو جذباتی تحفظ فراہم کر کے ان میں خود اعتمادی پیدا کی۔ مثال کے طور پر حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما سے محبت شفقت، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تربیت، دیگر صحابہ کرام کے بچوں کے ساتھ برتاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے جذبات کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ [1]

بچوں کی تربیت کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ابتداء ہی سے ان میں ایسے معاشرتی آداب اور رویے راسخ کیے جائیں جو نہ صرف اعلیٰ اخلاق کی بنیاد ہوں، بلکہ وقت کے ساتھ ان کی شخصیت کا مستقل حصہ بھی بن جائیں۔ اسلام نے والدین اور مربیوں کو اس اہم فریضے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ بچوں کو ایک مہذب باشعور اور بااخلاق فرد بنانے میں ہر ممکن کوشش کریں، یہ ذمہ داری صرف انفرادی یا گھریلو تربیت تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی فریضہ ہے جو ایمان، اخلاق، نفسیات اور سماجی شعور کو اکٹھا کر کے ادا کیا جا سکتا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے ہمیشہ بچوں کو دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے، حسن اخلاق، عقل کی پختگی اور باہمی احترام کا درس دیا۔ یہ تربیت بچوں میں وہ اوصاف پیدا کرتی ہے جو ایک مضبوط اور پائیدار معاشرے کی بنیاد بن سکتی ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں ہر فرد اپنے ذمہ داری کو پہچانتا ہو، جہاں ہر فرد دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھتا ہو، دوسروں کا احترام کرتا ہو اور خیر و فلاح کے جذبے سے زندگی گزارے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تربیت کرنے والے افراد سنجیدگی سے اس تربیتی منہج کو اپنائیں جو نبی کریم ﷺ نے پیش کیا۔ انہیں چاہیے کہ وہ بچوں کو ایسے وسائل اور ماحول فراہم کریں جو ان کی شخصیت کو سنواریں، ان میں اعتماد، عدل اور سماجی توازن پیدا کریں۔ تربیت کے لیے جن ذرائع و اسباب کو اختیار کیا جائے ان کا انتخاب نہایت عقلمندی سے کیا جائے تاکہ ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی تربیت میں سماجی اقدار کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ ایسا معاشرہ جو آج کے دور کی ضرورت ہو نبی پاک ﷺ کی تعلیمات کی عملی جھلک جس میں ہو۔ سماجی علوم کی روشنی میں ایک مؤثر تربیت وہی ہوتی ہے جو فرد کو معاشرتی زندگی میں بہتر طریقے سے ڈھال سکے۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے تربیتی اصولوں کے ذریعے ہی شعور پیدا کیا ہے۔ تحقیق اس بات کی مؤید ہے کہ بچوں کو نصیحت کرنے سے زیادہ عملی طور پر کر کے دکھائیں اور یہی اصول نبی پاک ﷺ کی تربیت کا بنیادی عنصر تھا۔ آپ

ﷺ کی سیرت میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں آپ ﷺ نے بچوں کو اچھے اعمال سکھائے۔ جیسے سچ بولنے کی تاکید، امانت داری کی تعلیم ،دوسروں کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ۔ آپ ﷺ نے تربیت میں جذباتی، ہم آہنگی، سماجی روابط عملی تعلیم اور فطری صلاحیتوں کی نشو ونما کو یکجا کر کے ایک ایسا طریقہ وضع کیا جو آج بھی جدید تعلیمی اور نفسیاتی اصولوں کے لیے ایک سنہری مثال ہے۔ اسی لیے نبی پاک ﷺ کی تربیت کے اصولوں کو جدید نفسیاتی اور سماجی علوم کی روشنی میں سمجھنا اور ان کا اطلاق کرنا عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے۔اس آرٹیکل میں بچوں کی سماجی اور نفسیاتی پہلوں کو کس طرح سے مد نظر رکھ کر والدین اپنے بچوں کی تربیت کر سکتے ہیں اور ان حالات میں والدین پر کون سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں کہ وہ عصر حاضر میں رسول پاک ﷺ کی تربیتی منہج کو اختیار کر کے بچوں کی نفسیاتی اور سماجی تربیت کر سکتے ہیں۔

تعلیم و تربیت انسانی معاشرت کی بنیاد ہے۔ ہر تہذیب اور ہر سماج نے اپنی نسلوں کی فکری اور اخلاقی تشکیل کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے ہیں، لیکن تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو منہجِ تربیت پیش کیا، وہ اپنی جامعیت اور ہمہ گیریت میں بے مثال ہے۔ آپ ﷺ کا اسلوبِ تربیت محض نظری ہدایات تک محدود نہ تھا بلکہ عملی نمونہ، جذباتی ہم آہنگی اور تدریجی اصلاح پر مبنی تھا۔اس منہج کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فرد کی ذہنی، روحانی، اخلاقی اور سماجی ضروریات سب کو ملحوظ رکھا گیا۔

جدید نفسیاتی اور سماجی علوم نے انسانی شخصیت کی تعمیر کے لیے جو اصول متعارف کرائے ہیں، وہ بڑی حد تک نبوی تعلیمات سے ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچوں کی شخصیت سازی میں محبت، شفقت، اعتماد سازی، مثبت حوصلہ افزائی اور جذباتی ذہانت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور یہی وہ عناصر ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے تربیتی منہج میں بنیادی اصول قرار دیا۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ جدید سائنسی تحقیقات دراصل اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں جو چودہ صدیاں قبل نبوی تعلیمات کی صورت میں انسانیت کو عطاء کی گئی۔

اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے منہجِ تربیت کو جدید نفسیاتی اور سماجی علوم کے تناظر میں پرکھا جائے، تاکہ واضح ہو کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کس طرح عصرِ حاضر کے تعلیمی و تربیتی مسائل کے حل کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ یہ مطالعہ نہ صرف والدین اور اساتذہ کے لیے مفید ہے بلکہ پالیسی ساز اداروں کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ ہے، تاکہ ایک ایسی نسل تیار ہو جو فکری طور پر باشعور، جذباتی طور پر متوازن، اخلاقی طور پر مضبوط اور سماجی طور پر ذمہ دار ہو۔ [2]

نفسیاتی پہلو:

نبی کریم ﷺ کے منہجِ تربیت میں سب سے نمایاں خصوصیت انسانی نفسیات کی گہری بصیرت ہے۔ آپ ﷺ نے بچوں اور نوجوانوں کی شخصیت سازی میں ان کی فطری خواہشات، جذباتی ضروریات اور ذہنی صلاحیتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھا۔ جدید نفسیاتی علوم یہ بات واضح کرتے ہیں کہ شخصیت کی تعمیر میں سب سے اہم عوامل محبت، حوصلہ افزائی، اعتماد سازی اور مثبت رویوں کی تقویت ہیں۔ یہی عناصر سیرتِ نبوی کے ہر پہلو میں نظر آتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے تربیت میں تعریف، شفقت اور عملی مثال کو بطور حکمتِ عملی استعمال فرمایا۔ مثال کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خواب کی تعریف نے ان کی زندگی میں تہجد کی عادت کو پختہ کر دیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعریف اور حوصلہ افزائی بچے کی نفسیاتی نشو ونما میں غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بچوں کو انفرادی طور پر اہمیت دے کر ان کے دل جیتے، ان کی رائے کو سنا اور ان کے جذبات کو تسلیم کیا، جو آج کی اصطلاح میں Emotional Intelligence کہلاتا ہے۔ یوں نبی کریم ﷺ کا منہجِ تربیت اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے صدیوں پہلے وہی اصول اختیار کیے جو جدید نفسیاتی تحقیقات میں کامیاب تربیت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبوی تربیت انسان کی نفسیاتی ضروریات کو نہ صرف پورا کرتی ہے بلکہ شخصیت کو متوازن، پُراعتماد اور عملی زندگی کے لیے تیار کرتی ہے۔

بچوں کی تربیت کے نفسیاتی پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

- **بچوں کی تربیت میں تعریف کا اصول ایک نفسیاتی نبوی حکمت عملی:**

بچوں کی تعریف ایک ایسا اہم عنصر ہے جو بچوں کی نفسیاتی نشوونما اور شخصی تعمیر میں مثبت کردار ادا کرتا ہے، جدید نفسیاتی اور سماجی علوم اس عمل کی تصدیق کرتے ہیں کہ بچوں کی تعریف ان کے جذبات کو تروتازہ کرتی ہے، ان میں احساس قدر اور خود اعتمادی پیدا کرتی ہے اور انہیں مثبت رویے اپنانے کی طرف راغب کرتی ہے۔ رسول پاک ﷺ کی تربیت کا انداز بھی اس نفسیاتی اصول سے ہم آہنگ تھا۔ آپ ﷺ بچوں کی نہ صرف تعریف کرتے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے ذریعے ان کی تربیت بھی فرمایا کرتے تھے۔

اس کی ایک خوبصورت مثال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جب انہوں نے ایک خواب دیکھا جس میں دوزخ کا منظر تھا تو انہوں نے یہ خواب اپنی بہن حضرت حافظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا انہوں نے یہ خواب رسول اللہ تک پہنچایا رسول پاک ﷺ نے اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: عبداللہ بہت اچھا انسان ہے کاش وہ رات کو تہجد پڑھا کرے۔ اس مثبت تبصرے کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ایسا گہرا اثر مرتب ہوا کہ انہوں نے تہجد کو اپنی زندگی کا معمول بنالیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ بچوں اور نوجوانوں کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے تعریف کے ذریعے ان کی اخلاقی، روحانی ترقی کی راہ ہموار فرماتے تھے۔ اس طرح نبی پاک ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور انہیں مثبت عمل کی طرف راغب کیا، کیونکہ بچوں کی تعریف کرنے سے وہ اپنے آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس نفسیاتی اصول کو سمجھتے ہوئے بچوں کی تعریف کا طریقہ کار اپنایا۔ چنانچہ والدین کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے بچوں کی تعریف کریں تاکہ بچوں پہ مثبت کام کرنے کا رجحان زیادہ ہو۔ بعض اوقات والدین بچوں کی مثبت افعال پر تعریف کرتے ہیں تو بچے پھر اس کام میں اور بھی بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تربیت کو جدید نفسیاتی علوم کے ساتھ ملا کر یہ دیکھا جائے تو یہ بالکل بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ کار آج بھی اس طرح مؤثر اور قابل اطلاق ہے۔[3]

- **بچوں کے دل جیتنے کا نبوی طریقہ اور اس کے نفسیاتی اثرات:**

بچوں کو اہمیت دینا ان کی شخصیت سازی میں ایک اہم کردار ہے، جب بچوں کے ساتھ محبت اور عزت کے ساتھ پیش آیا جائے اور انہیں توجہ دی جائے تو اس سے بچوں میں خود اعتمادی بڑھتی ہے۔ جس کے نتیجے میں ان کے اندر احساس تحفظ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نفسیاتی فائدہ یہ ہوگا بچہ آپ کی بات غور سے سنے گا اور توجہ دے گا اور اس کا دوسرا نفسیاتی فائدہ یہ ہوگا جب ان کی رائے کا احترام کیا جائے گا تو انہیں خود اعتمادی، معاملہ فہمی جیسی خوبیاں پیدا ہوں گی۔[4]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: فَقَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ، فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ.

ترجمہ: آپ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اپنے گھر والوں کے بچوں سے ملاقات فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے سب سے پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے آگے بٹھالیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹوں میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اس طرح ہم تینوں ایک ہی سواری پر مدینہ میں داخل ہوئے۔[5]

اس موقع پر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو اہمیت رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسوں کو دی، وہی مجھے دی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ مجھے اس بات کی اتنی خوشی ہوئی کہ میں خوشی خوشی یہ واقعہ سب کو بیان کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنے سواری پر آگے بٹھانا اور نواسے کو ساتھ لے کر چلنا یہ بچوں کو انفرادی طور پر اہمیت کا حامل ہے، جدید نفسیاتی تحقیق بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ والدین یا مربی بچوں کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں ان کے جذبات کے احترام کرتے ہیں تو وہی بچے بڑے ہو کر دوسروں کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور اپنے والدین کے ارد گرد کے لوگوں پر زیادہ اعتماد کرنے لگتے ہیں اس کے برعکس اگر بچوں کو اہمیت نہ دی جائے ان کے جذبات کو کم اہم سمجھا جائے تو بچوں میں احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا نبی پاک ﷺ کی سیرت مبارکہ اور جدید نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کو اہمیت دینا ان سے محبت کا اظہار کرنا ان کے ساتھ مشفقانہ تعلق رکھنا ان کے جذباتی نفسیات کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔[6]

- **احساس کمتری سے بچانا:**

نبی کریم ﷺ کے تربیتی منہج میں بچوں کی شخصیت سازی، جذباتی نشوونما اور معاشرتی رویوں کی اصلاح پر گہری توجہ دی گئی ہے، جو آج کے جدید نفسیاتی اور سماجی علوم کے اصولوں سے نہایت ہم آہنگ ہے۔ بچوں کو بتانا ہو گا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر مت سمجھیں کیونکہ احساس کمتری انسان کی خوبیوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور افراد کی شخصیت کو کمزور کر دیتی ہے۔ یہ احساس اکثر بچوں میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر محسوس کرنے لگتے ہیں یا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی خوبیوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور انہیں ہر ایک بات پر ڈانٹ دے دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بچوں کو ان کی خوبیوں، ان کی نفرادی خصوصیات و مہارتوں کا شعور دلایا جائے اور ان پر اعتماد کرنے کا سلیقہ سکھایا جائے تو نہ صرف اپنی ذات کو مثبت انداز میں پہچانتے ہیں بلکہ ہر قسم کے حالات کا بہادری سے مقابلہ کرنا سیکھتے ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت اس انداز میں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے بڑے بہن بھائیوں سے، والدین سے ایسا مضبوط اور پر اعتماد تعلق قائم کریں جس میں کسی بھی پریشانی یا ایمر جنسی یا ذہنی پریشانی کی صورت میں ان سے کھل کر اپنے معاملات بر بات چیت کر سکیں۔ اگر بچے اپنی پریشانیوں کو چھپائیں گے تو وہ نہ صرف ذہنی دباؤ اور پریشانی کا شکار رہیں گے بلکہ ان کے اور ان کے خاندان کے درمیان تعلقات کا ایک خلا پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچوں کی ہر پریشانی کو سمجھیں، ان کے درمیان ایک دوستی کا رشتہ قائم رکھیں، یہی وہ تربیتی اصول ہیں جو نا صرف نبی پاک ﷺ کی تعلیمات کی روح کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ جدید نفسیات بھی اس بات کی تاکید کرتی ہیں کہ بچوں میں خود اعتمادی، جذباتی اظہار اور مثبت خاندانی تعلقات کی تربیت دی جائے تاکہ وہ ایک متوازن پورے اعتماد اور باوقار شخصیت کی حامل بن سکیں۔[7]

- **بچوں کی حوصلہ افزائی، شفقت، محبت کرنا اور تحائف دینا:**

بچوں کی تربیت اور نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار اور شفقت کا رویہ ان کی شخصیت پر گہرے مثبت اثرات مرتب کرتا ہے، بچوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ جب ان سے پیار کیا جائے یا سر پر ہاتھ پھیرا جائے تو وہ بہت زیادہ خوشی اور تسکین محسوس کرتے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں مقابلہ بازی کا کردار بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے، جدید نفسیاتی علوم کو مد نظر رکھ کر مقابلہ بازی انسان کو متحرک اور فعال بناتی ہے، خاص طور پر بچوں میں اس کے مثبت اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بچوں کے اندر جذبات اور پوشیدہ قوتیں ہوتی ہیں جو اکثر اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب وہ کسی مقابلے میں عموماً حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے بھی بچوں کے اندر مقابلہ بازی کے جذبات کو ابھارا اور ان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو عیاں کیا۔ یہ طریقہ جدید نفسیات کی اصولوں کے مطابق بھی درست ہے کیونکہ مقابلہ بازی اور خود اعتمادی محنت کا جذبہ اور کامیابی کی خواہش کو بڑھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے ساتھ مقابلہ بازی کے ذریعے ان کی تربیت کی بے شمار مثالیں چھوڑی ہیں، ان میں

سے ایک مثال جس میں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے سوال پوچھا کہ جنگل کے درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کی مانند ہے، بتاؤ وہ کون سا درخت ہے ؟اس سوال کے ذریعے آپ ﷺ نے صحابہ کرام اور بچوں کو سوچنے اور غور و فکر کرنے پر مجبور کیا۔ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو اس وقت کم عمر تھے کہ میں اپنے کمسن ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دے سکا مجھے جواب آتا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے اور پھر بعد میں رسول پاک ﷺ نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ کھجور کا درخت ہے، یہ واقعہ بھی بچوں کی فکری صلاحیتوں کو ابھارنے اور انہیں سوچنے پر اکساتے ہوئے ان کی ذہنی نشوونما کو فروغ دیتا ہے۔ایک اور مثال یہ کہ رسول پاک ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بچوں کو قطار میں کھڑا کر کے فرمایا کہ جو سب سے پہلے میرے پاس دوڑ کے آئے گا اسے انعام ملے گا۔یہ سن کر تمام بچے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف بڑھے آپ ﷺ نے بچوں کو بوسہ دیا۔یہ طریقہ کار بھی بچوں میں مثبت کردار ادا کرتا ہے ان کی نفسیاتی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے، جدید نفسیات کے مطابق خود اعتمادی، محنت کا جذبہ، متحرک اور بچوں کی کامیابی کو بڑھاتے ہوئے جب والدین یا معلمین بچوں کے درمیان مقابلہ کرواتے ہیں یہ بھی بچوں کی تربیت کا ایک نہایت مؤثر انداز ہے۔رسول پاک ﷺ نے بچوں کو انعامات سے نواز کر انہیں زندگی کا لطف محسوس کروایا۔جدید نفسیات کے مطابق انعامات اور تحائف بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور انہیں کامیابیوں کی طرف مائل کرتے ہیں۔

مقابلہ بازی تربیت کا نہایت ہی ایک اہم رول ہے، جس میں بچے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کر کے نہ صرف سیکھتے ہیں بلکہ زندگی کے مسائل کو سمجھنے کی بھی تربیت پاتے ہیں، اگرچہ وہ ناکامی بھی حاصل کر لیں پھر بھی ان کے لیے ایک اہم سبق سیکھنے کو ملتا ہے۔نبی کریم ﷺ کی تربیت کو جدید نفسیاتی علوم کے ساتھ اگر ملایا جائے تو یہ واضح ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ کار آج بھی اس طرح مؤثر اور قابل اطلاق ہے۔مقابلہ بازی کے ذریعے بچوں کی تربیت نہ صرف ان کی شخصیت کو متوازن بناتی ہے بلکہ انہیں زندگی کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔[8]

- **نبوی حکمت سے غصہ کی تسخیر:**

بچوں کی جدید نفسیاتی تربیت میں والدین کا کردار اہمیت کا حامل ہے، بچہ ابتدائی زندگی میں جو کچھ سیکھتا ہے وہ سب کچھ اپنے والدین کے طرز عمل سے سیکھتا ہے۔غصہ ایک فطری نفسیاتی کیفیت کا نام ہے جو انسان کی فطرت میں شامل ہے،اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین ابتداء ہی سے اس کے تدارک کی کوشش کریں، بچوں کو اس کیفیت سے بچانے کے لیے والدین خود عملی نمونہ بنیں، کیونکہ بچے والدین کی نقل کرتے ہیں اگر والدین غصے میں آکر چلاتے ہیں یا سخت الفاظ بولتے ہیں یا اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھتے، تو بچہ ان کو دیکھ کر وہی عادتیں اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ والدین اگر حلم، بردباری اور نرمی کا مظاہرہ کریں گے تو بچے کے ذہن میں یہی رویہ راسخ ہو جائے گا۔[9]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اصل طاقت جسمانی قوت نہیں ہوتی بلکہ اپنے جذبات اور غصہ پہ قابو پانا ہے، بچوں کو سکھانا چاہیے کہ غصہ صرف ایک وقتی کیفیت کا نام ہے، جس پر قابو پایا جا سکتا ہے اور اس پر قابو پانا ہی اصل کامیابی ہے۔[10]

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی غصے کی حالت میں ہو اور کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے، اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر، ورنہ اسے چاہیے کہ لیٹ جائے۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی حکمت و رحمت کی اعلیٰ مثال ہے، جس میں عملی طریقے سے غصے پر قابو پانے کی رہنمائی دی گئی ہے۔[11]

والدین کے لیے ایک عملی نمونہ ہے کہ وہ اپنے عمل اور طرز زندگی سے بچوں کو یہ سکھائیں کہ اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے اور اس پر قابو پانا ہی اصل کامیابی کا ضامن ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو غصے کی ہلاکت خیزی اور نقصانات کو عملی مثالوں سے سمجھائیں جیسے کسی غصے میں آئے ہوئے شخص کی حالت کو بیان کریں کہ جو انسان غصہ کرتا ہے اس کی کیفیت کیسی ہوتی ہے، تمام علامات کو اس انداز میں پیش کریں کہ بچہ خود اس کیفیت سے خوف محسوس کرے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ جب بچے کو غصے کے منفی اثرات کے بارے میں بتا دیا جائے گا تو وہ رفتہ رفتہ نرمی، بردباری اور خود پر قابو رکھنے والا بنے گا۔ اس کے ساتھ والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے سامنے نبوی اخلاق کی عملی تصویر بنیں، ان کے رویے انداز گفتگو مہذب اور شائستہ ہوں کہ بچے خود بخود ان کے طور طریقوں کو اپنانا شروع کریں، بچوں کو جب بچپن سے نبوی طریقہ کار کے مطابق غصے کے نتائج کے بارے میں اس کے اسباب کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے گی تو وہ بالغ ہو کر بہتر انسان اور بااخلاق فرد بنیں گے، اس طرح بچوں کی تربیت محض نظری نہیں بلکہ عملی جذباتی اخلاقی لحاظ سے بھی مضبوط ہوگی اور وہ اپنے نفس پر قابو پانے والے سنجیدہ اور متوازن افراد بنیں گے۔[12]

سماجی پہلو:

نبی کریم ﷺ کے منہجِ تربیت میں سماجی شعور اور باہمی تعلقات کی اصلاح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے انسان کو محض انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی وجود کا حامل قرار دیا اور تعلیم دی کہ فرد کی فلاح اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ اپنے معاشرے کے ساتھ مثبت اور تعمیری تعلق قائم نہ کرے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اُخوت، مساوات، عدل، ایثار اور تعاون جیسے اصولوں کو سماجی تربیت کی بنیاد بنایا۔

جدید سماجی علوم اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صحت مند معاشرہ ان ہی اصولوں پر قائم رہ سکتا ہے۔ اگر افراد باہمی احترام، تعاون اور انصاف کے ساتھ جئیں تو سماجی مسائل خود بخود کم ہو جاتے ہیں۔ یہی تصور ہمیں مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست میں عملی شکل میں نظر آتا ہے، جہاں مواخاتِ مدینہ کے ذریعے قبائلی عصبیت کو ختم کیا گیا اور مختلف طبقات کے درمیان اخوت و مساوات قائم کی گئی۔

نبوی اسلوبِ تربیت میں یہ پہلو بھی شامل ہے کہ ہر فرد اپنی سماجی ذمہ داری کو پہچانے۔ والدین، اساتذہ، ہمسائے اور دوست واحباب کے حقوق کی ادائیگی اس بات کی عملی مثال ہے کہ آپ ﷺ نے فرد کو سماجی دائرے میں متوازن کردار ادا کرنے کی تعلیم دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبوی منہج نہ صرف فرد کی شخصیت بناتا ہے بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جو عدل و انصاف، محبت و تعاون اور امن و استحکام پر مبنی ہو۔ نبی پاک کے منہج تربیت کی سماجی علوم کے ساتھ تطبیق مندرجہ ذیل ہے:

- **گھر بچوں کی پہلی درسگاہ اور سماجی تربیت کا مرکز:**

گھر بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے جہاں وہ اپنے والدین کی نگرانی میں زندگی کے مختلف مراحل طے کر رہے ہوتے ہیں، بچوں کی ابتدائی تربیت اس کا گھر ہوتا ہے آپ ﷺ نے اپنے کردار، محبت اور حکمت سے نہ صرف اپنے اہل خانہ کو بلکہ پورے معاشرے کو زندگی گزارنے کے بہترین آداب و اخلاق سکھائے، گھر بچوں کا وہ پہلا معاشرتی ادارہ ہوتا ہے جس میں وہ اپنے والدین کے برتاؤ کو پرکھ کر پھر ان رویوں کو اپنے اندر

تشکیل دیتے ہیں، بچے اپنے والدین کو دیکھ کر دوسرے افراد کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرتے اور آداب زندگی کے طریقوں سے آگاہی حاصل کرتے ہیں، وہ سیکھتے ہیں کہ بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے۔ نبی پاک ﷺ کی گھریلو زندگی اس بات کی عملی نمونہ ہے کہ والدین کو بچوں کے ساتھ شفقت، محبت، حکمت کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ اور آپ ﷺ کے نواسے امام حسن، حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت اور دیگر بچوں کے ساتھ رحمت، یہ سب ہمارے لیے ایک عملی نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ تربیت میں نرمی اور شفقت کو مد نظر رکھا، آج کے والدین اگر نبی پاک ﷺ کی تربیت کے اصولوں کو اپنائیں اور اپنے بچوں کو بہترین معاشرتی آداب سکھائیں تاکہ مستقبل میں وہ ایک اچھے انسان بن سکیں، والدین اپنے رویے سے بچوں کو سکھا رہے ہوتے ہیں نبی پاک ﷺ کا اخلاق اور برتاؤ دیکھ کر صحابہ کرام سیکھتے تھے، نبی کریم ﷺ نے رشتہ داروں ہمسائیوں اور عام افراد کے ساتھ نیک برتاؤ کی تلقین کی، اگر والدین بھی یہی رویے اختیار کریں تو بچے خود بخود یہی رویے اپنے اندر اختیار کریں گے۔ اگر والدین نبی پاک ﷺ کی سیرت کو مشعل راہ بنائیں تو ان کے بچے ایک بہترین معاشرتی زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں گے اور معاشرے میں اچھے اخلاق اور حسن سلوک کے نمائندے بن جائیں گے۔ یوں والدین کا معاشرے کے مختلف افراد سے اچھا طرز عمل بچوں کی معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔[13]

- **بچوں کی سماجی تربیت اور جدید ٹیکنالوجی کا کردار:**

آج کے بدلتے ہوئے معاشرتی اور تکنیکی ماحول میں والدین کی یہ اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بچوں کی سماجی تربیت ایسے انداز سے کریں جس میں جدید ٹیکنالوجی کا مثبت استعمال شامل ہو۔ والدین بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی نشو و نما کے ساتھ ساتھ ان میں وہ ہنر بھی پیدا کریں جو انہیں موجودہ دور میں ایک فعال، باصلاحیت اور ہنر مند فرد بننے میں مدد دیں۔ جدید ٹیکنالوجی کو محض تفریح کا ذریعہ بنانے کے بجائے، اسے بچوں کی تعلیم و تربیت، تخلیقی صلاحیتوں اور پیشہ ورانہ مہارتوں کے فروغ کے لیے استعمال کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جدید زمانے کو مد نظر رکھ کر بچوں کو جدید زمانے کے ہنر سکھائیں، ایسے ہنر جو ان کے کام آئیں۔ وقت و زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے کے ہتھیار اور ضروریات بھی بدل رہی ہیں، جدید زمانہ ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے ٹیکنالوجی کا کردار روز بروز بڑھ رہا ہے، جدید سائنسی ایجادات نے سیکھنے کے طریقوں میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں، اسلامی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کے تربیتی منہج کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اپنے دور کے جدید سہولیات کو سیکھنے اور سکھانے کے عمل میں مؤثر طریقے کا استعمال کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جدید ٹیکنالوجی اور اسلامی تربیتی اصول ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب جنگ کا زمانہ تھا تو اس وقت بچوں کو تیراکی اور تیر اندازی سکھانے کا حکم دیا گیا، لیکن اس زمانے میں جدید ٹیکنالوجی کو مد نظر رکھ کر گاڑی چلانا، جنگی حالات میں جدید اسلحہ چلانا اور کراٹے وغیرہ سکھانے چاہئیں تاکہ بچے معاشرے کا ایک مفید اور مضبوط فرد بن سکیں اور اپنے زمانے کی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے آگے بڑھ سکیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچوں کو آئندہ آنے والے زمانے کے لیے تیار کیا جائے اور انہیں اپنے موجودہ زمانے کے ساتھ قیاس نہ کیا جائے تاکہ بچوں کو جدید ہنر سیکھنے چاہئیں جن کے ذریعے وہ اپنے معاشرے میں کارآمد فرد بن سکیں۔ آخر میں یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اور جدید تعلیم و تربیتی ذرائع میں ایک فطری مطابقت پائی جاتی ہے تو اس کے کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ ٹیکنالوجی کا درست استعمال تعلیم و تربیت کے فروغ میں مؤثر ثابت ہو سکتا ہے اور اسلامی تعلیمات ہمیں جدید ذرائع کو مثبت انداز میں بروئے کار لانے کی اجازت دیتی ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے ڈیجیٹل زمانے میں اسلامی تربیتی اصولوں کو جدید وسائل کے ساتھ

مربوط کیا جائے تاکہ نئی نسل کو مؤثر انداز میں تعلیم و تربیت فراہم کی جائے تاکہ وہ معاشرے میں اپنے ہنر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر روزگار کما سکیں۔[14]

- **اعلیٰ صفات کی تربیت:**

خاندان ایک سماجی اکائی ہے جو بچے کی ابتدائی تربیت کا مرکز ہوتا ہے۔ نفسیات اور سماجی علوم کے مطابق، بچوں کی شخصیت سازی ان کے ابتدائی ماحول سے براہِ راست متاثر ہوتی ہے۔ والدین کی عادات، رویے اور مزاج بچوں کے ذہن پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں، جو بعد میں ان کی سماجی زندگی کا حصہ بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا انداز بھی انہی اصولوں پر مبنی تھا کہ بچوں کی پرورش محبت، شفقت، حکمت اور تدریجی اصلاح کے ساتھ کی جائے۔ آپ ﷺ نے بچوں کی عزتِ نفس کو مجروح کیے بغیر انہیں اعلیٰ اخلاق اور سماجی اقدار سکھائیں اور ان کی فطری استعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی رہنمائی فرمائی۔ عصرِ حاضر میں والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید نفسیاتی اصولوں کو اپناتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت میں نرمی، حکمت اور استقامت سے کام لیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو عزت و احترام کے ساتھ برتاؤ سکھائیں، تاکہ وہ دوسروں کے ساتھ مہذب رویہ اختیار کریں۔ اسی طرح، گھریلو ماحول کو ایسا بنایا جائے جہاں صبر، تحمل، دیانت داری اور احساسِ ذمہ داری کی عملی مثالیں موجود ہوں۔ والدین اگر خود اچھے اخلاق اور اعلیٰ اوصاف کے حامل ہوں گے تو بچے بھی قدرتی طور پر انہی صفات کو اپنائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ محبت بھرا رویہ بچوں کو زیادہ مؤثر طریقے سے نیکی اور اچھائی کی طرف مائل کرتا ہے۔ جدید سماجی علوم بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ سختی کے بجائے نرمی اور تدریجی تربیت بچوں کی شخصیت کو زیادہ مثبت اور متوازن بناتی ہے۔[15]

- **بچوں کی تربیت میں اخوت، ہمدردی اور سماجی شعور کی اہمیت:**

اخوت اور بھائی چارہ صرف ایک اخلاقی اصول نہیں بلکہ ایک سماجی ضرورت بھی ہے، جو معاشرے کو پرامن ہمدردی کی بنیاد پر استوار کرتا ہے۔ اخوت ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر شخص کے ساتھ نرمی، محبت، شفقت اور احترام کا ایک گہرا شعور پیدا کرتا ہے۔ جس کا انسان سے اسلامی عقیدے اور تقویٰ کی بنیاد پر رابطہ ہو، اخوت کا یہ شعور سچا اور صادق احساس مسلمان کے دل میں تعاون کے آثار اور معاف کرنے کے بہترین جذبات پیدا کرتا ہے اور انسان کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ ایسے تمام کاموں سے خود کو محفوظ رکھے جو لوگوں کو ذاتی طور پر نقصان پہنچانے یا ان کے مال یا ان کی عزت و کرامت کو نقصان پہنچائے۔[16]

اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں ارشاد فرمایا ہے

إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

ترجمہ: بے شک مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں"

یہ آیت مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے اور اطاعت کی فضا قائم کرتی ہے، اللہ تعالی نے مؤمنوں کو آپس میں بھائی قرار دیا جس کا مطلب ہے کہ انہیں محبت، ہمدردی، خیر خواہی کے ساتھ آپس میں رہنا چاہیے۔[17]

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بھی بھائی چارے کو کتنی اہمیت دی ہے کہ اسے ایک کامل مؤمن کیلئے شرط رکھی ہے۔[18]

آج کے والدین کو چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی اس تعلیم کو بچوں کی پرورش میں عملی طور پر اپنائیں، تاکہ وہ ہمدردی اور باہمی تعاون پر مبنی فرد کے طور پر پروان چڑھائیں، والدین بچوں کو عملی مثالوں کے ذریعے ایثار سکھا سکتے ہیں جیسا کہ چھوٹے بہن بھائیوں کی مدد کروانا، ضرورت مندوں کی مدد کی ترغیب دینا، دوسروں کی جذبات کا احترام کرنا۔ جدید تعلیمی طریقوں میں کہانیوں کے ذریعے تربیت بھی ایک مثبت پہلو ہے کہ والدین نبی کریم ﷺ کی سیرت سے اخوت محبت ہمدردی اور تعاون کی کہانیاں بچوں کو سنائیں، تاکہ وہ عملی طور پر ان رویوں کو اپنانے کے لیے تیار ہوں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور جدید سماجی علوم ایک ہی نکتے پر متفق ہے کہ ایک مثالی معاشرہ وہی ہوتا ہے جہاں اخوت، ہمدردی، بھائی چارہ ہو۔ والدین اگر نبی پاک ﷺ کی دی گئی تعلیمات کو جدید نفسیاتی سماجی اصولوں کے ساتھ اپنائیں تو اپنے بچوں کو ایسے انسان بنا سکتے ہیں جو نہ صرف دین کے اصولوں پر چلنے والا ہوگا بلکہ ایک بہتر شہری اور مثالی فرد بھی بنے گا۔[19]

- **محنت، خود انحصاری اور سماجی تربیت کا امتزاج:**

عصرِ حاضر میں بچوں کی معاشرتی تربیت ایک اہم ذمہ داری ہے، جو والدین اور اساتذہ دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ موجودہ صنعتی اور تکنیکی دور میں کامیابی صرف اس شخص کا مقدر بنتی ہے جو محنت کا عادی، عملی تجربے سے آراستہ اور زندگی کے نشیب و فراز کو جھیلنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ ایسے باکردار اور ہنرمند نوجوان تبھی پروان چڑھ سکتے ہیں جب والدین بچپن سے ہی بچوں کو جسمانی محنت کی عظمت سے روشناس کروائیں اور انہیں محنت، خود انحصاری اور عملی جدوجہد کی تربیت دیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہمارے لیے کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ اور اپنے اہلِ خانہ کو نہ صرف علم و حکمت کی تعلیم دی بلکہ انہیں زندگی کے ہر شعبے میں محنت، خودداری اور سادگی کا عادی بنایا۔ حضرت فاطمہؓ کو بھی گھریلو کاموں کی تربیت دی گئی اور خود نبی کریم ﷺ گھریلو کاموں میں شریک ہوتے تھے۔

یہ عملی نمونہ ہمیں بتاتا ہے کہ تربیت محض زبانی تلقین سے نہیں بلکہ عملی شرکت سے ہوتی ہے۔ والدین اگر چاہتے ہیں کہ ان کے بچے کل کو خود مختار، باوقار اور معاشرے کے مفید افراد بنیں، تو انہیں گھریلو کاموں میں شرکت کروائیں۔ اس سے بچوں میں نہ صرف نظم و ضبط آتا ہے بلکہ خود انحصاری اور احساسِ ذمہ داری بھی پیدا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے آج کے دور میں بہت سے متمول گھرانوں میں بچوں کو ہر کام خادمین سے کروانے کی عادت ڈال دی جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے زندگی کی معمولی آزمائشوں سے بھی گھبرا جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ خودداری اور سادگی ہی اصل شان ہے اور یہی سوچ بچوں کی تربیت میں بنیاد بننی چاہیے۔

اسی طرح تعلیمی اداروں میں بھی بچوں کی محض درسی تعلیم پر زور دینا کافی نہیں۔ اسکول اور کالج وہ ادارے ہونے چاہئیں جہاں بچوں کو عملی زندگی کے لیے تیار کیا جائے۔ غیر نصابی سرگرمیاں جیسے باغبانی، ہاسٹل کی صفائی، اسکول پروگرامز کا انتظام یا طلبہ یونین و کلب کا نظم و نسق، بچوں کو محنت کا شعور اور معاشرتی تعاون کا جذبہ سکھاتے ہیں۔

یقیناً اگر والدین اور اساتذہ سیرتِ نبوی کے اس عملی پہلو کو اپنائیں تو ہماری نسل نہ صرف علم و ہنر میں آگے ہوگی بلکہ کردار و اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بھی بنے گی۔ یہی حقیقی تربیت ہے، جو فرد کو نہ صرف خود مختار بناتی ہے بلکہ ایک مضبوط معاشرہ بھی تشکیل دیتی ہے۔[20]

تجزیاتی مطالعہ:

نبی کریم ﷺ کے منہجِ تربیت کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات نے انسانی شخصیت کو ہمہ جہتی طور پر تشکیل دینے کا جامع منصوبہ پیش کیا۔ نفسیاتی پہلو کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے فرد کی فطری ضروریات اور جذباتی میلانات کو مدنظر

رکھتے ہوئے محبت، شفقت، مثبت حوصلہ افزائی اور اعتماد سازی کو بنیادی اصول قرار دیا۔ جدید نفسیاتی ماہرین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کی شخصیت سازی میں یہ عناصر سب سے زیادہ اہم ہیں۔اس تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ سیرتِ نبوی نے صدیوں پہلے وہ اصول متعارف کروائے جو آج کی نفسیاتی تحقیق میں کامیاب تربیت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ یہ بات اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ نبوی تعلیمات وقت اور حالات کی قید سے آزاد ایک ہمہ گیر نظام ہیں جو ہر دور میں اپنی افادیت منواتے ہیں۔

سماجی پہلو کے اعتبار سے تجزیہ کیا جائے تو نبوی تعلیمات نے فرد کو محض ذاتی وانفرادی زندگی تک محدود نہ رکھا بلکہ اسے معاشرتی ڈھانچے کا ایک فعال اور ذمہ دار رکن بنایا۔ آپ ﷺ نے اخوت، مساوات، عدل وانصاف، ایثار وقربانی اور باہمی تعاون کو اجتماعی زندگی کی بنیاد قرار دیا۔ مدینہ کی اسلامی ریاست میں یہ اصول عملی طور پر نافذ ہو کر دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشرتی ماڈل پیش کر گئے جو باہمی محبت، برداشت اور امن پر قائم تھا۔ جدید سماجی علوم بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ معاشرے کی مضبوطی انہی اصولوں کے نفاذ سے ممکن ہے۔ اگر آج کے معاشرے کو درپیش مسائل، جیسے طبقاتی تقسیم، معاشرتی عدم برداشت اور انتہا پسندی کا حل تلاش کیا جائے تو نبوی منہج تربیت ہمیں اس کے عملی اور پائیدار راستے دکھاتا ہے۔

یہ تجزیہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ نبوی منہج نہ صرف ایک مذہبی روایت ہے اور نہ ہی محض تاریخی اہمیت کا حامل، بلکہ یہ ایسا ہمہ گیر اور ابدی تربیتی نظام ہے جو ہر زمانے اور ہر معاشرت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جدید نفسیاتی و سماجی علوم کی پیش رفت دراصل اسی حقیقت کی توثیق کرتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات انسانی فلاح و بہبود، معاشرتی ہم آہنگی اور کردار سازی کے لیے بنیادی اور لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا منہج آج بھی والدین، اساتذہ، محققین اور پالیسی ساز اداروں کے لیے ایک مثالی ماڈل فراہم کرتا ہے جو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر کامیاب تربیت کے دروازے کھول سکتا ہے۔

خلاصہ:

نبی کریم ﷺ کے تربیتی منہج میں سب سے نمایاں پہلو تدریج کا تھا۔ آپ ﷺ نے ہر فرد کی عمر، فہم اور ذہنی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیت دی۔ بچوں کو نرمی، محبت اور کھیل کے ذریعے سکھایا، نوجوانوں کو ذمہ داریاں دے کر ان کی صلاحیتوں کو نکھارا اور بڑوں سے مشورہ کر کے ان میں اعتماد پیدا کیا۔ اس تدریجی اسلوب کو آج کے ماہرین نفسیات تعلیم و تربیت میں ایک مؤثر طریقہ مانتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا انداز تربیت جذبات کو سمجھنے اور ان کی درست رہنمائی پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ ہر شخص کے حالات اور احساسات کو جانتے اور اسی کے مطابق اس سے بات کرتے۔ کسی کو شرمندہ نہ کرتے، بلکہ نرمی سے اصلاح فرماتے۔ یہ انداز آج کی نفسیاتی اصطلاح میں "جذباتی ذہانت" کہلاتا ہے، جسے کامیاب تربیت کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے عملی تربیت کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے جو سکھایا، پہلے خود اس پر عمل کیا۔ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی زندگی کو قریب سے دیکھ کر سیکھا، کیونکہ آپ کا ہر عمل اخلاق، عدل اور خیر خواہی کا آئینہ دار تھا۔ یہی طریقہ آج جدید تعلیمی ماڈلز میں "مثالی نمونہ" کہلاتا ہے، جس کے مطابق بچے بڑوں کے عمل کو دیکھ کر زیادہ سیکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے انفرادی تربیت کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور سماجی اصلاح پر بھی زور دیا۔ آپ ﷺ نے معاشرتی انصاف، مشاورت، بھائی چارہ اور مساوات جیسے اصولوں کے ذریعے معاشرے کی اجتماعی تربیت کی۔ جدید سماجی علوم بھی اس بات پر متفق ہیں کہ تربیت صرف فرد کی نہیں، بلکہ ماحول کی بھی ہونی چاہیے تاکہ دیرپا اثرات مرتب ہوں۔

اس آرٹیکل میں کی گئی تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ کا تربیتی منہج نہ صرف روحانی اور اخلاقی لحاظ سے اعلیٰ ہے بلکہ وہ جدید نفسیاتی اور سماجی اصولوں سے مکمل ہم آہنگ بھی ہے۔ آپ ﷺ کا انداز تربیت اس قدر جامع ہے کہ وہ ہر دور کے انسان کے لیے قابل عمل ہے۔ اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ سیرت نبوی محض دینی رہنمائی نہیں بلکہ جدید تربیتی نظام کا ایک جامع، متوازن اور انسانی نفسیات پر مبنی نمونہ ہے، جس سے آج کے تعلیمی و تربیتی ماہرین اور والدین بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

نتائج تحقیق:

1. نبی کریم ﷺ کا تربیتی منہج ہمہ جہت ہے جو عقل، جذبات، روحانیت اور سماجی ذمہ داری کو یکجا کرتا ہے۔
2. آپ ﷺ نے بچوں کی تربیت میں محبت، شفقت، تدریج اور عملی نمونے کو بنیادی اصول قرار دیا، جو جدید نفسیات کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔
3. مثبت حوصلہ افزائی (Positive Reinforcement) آپ ﷺ کے اندازِ تربیت کا مرکزی حصہ تھا، جس سے بچوں میں خود اعتمادی اور کردار سازی پروان چڑھی۔
4. جذباتی ذہانت (Emotional Intelligence) اور غصے پر قابو پانے کی تعلیم نبوی طریقہ تربیت کی نمایاں خصوصیات میں شامل ہیں۔
5. سماجی تربیت اور باہمی تعاون کے اصول معاشرتی استحکام اور بھائی چارے کے قیام میں نہایت مؤثر ثابت ہوئے۔
6. جدید نفسیاتی اور سماجی علوم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ نبوی اصول آج کے دور میں بھی قابل عمل اور مؤثر ہیں۔
7. آپ ﷺ کا منہج والدین اور مربیوں کے لیے ایک ایسا عملی اور جامع ماڈل ہے جس سے نئی نسل کو متوازن، بااخلاق اور باصلاحیت بنایا جا سکتا ہے۔
8. تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر دور کی ضروریات کے مطابق نئی نسل کو تیار کرنے کی تعلیم دی، جو آج کے تعلیمی اور تربیتی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

سفارشات:

- والدین اور اساتذہ کو نبی کریم ﷺ کے تربیتی اصولوں کی روشنی میں خصوصی تربیت دی جائے تاکہ وہ بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت مؤثر انداز میں کر سکیں۔
- جدید تعلیمی نصاب میں نبوی منہجِ تربیت کے اصولوں جیسے محبت، شفقت، حوصلہ افزائی، اور عملی نمونہ کو شامل کیا جائے تاکہ تعلیمی ادارے کردار سازی کے مراکز بن سکیں۔
- بچوں اور نوجوانوں کی جذباتی اور نفسیاتی نشو و نما کے لیے ایسے مراکز قائم کیے جائیں جہاں نبوی اصولوں کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی جائے۔
- معاشرے کی سطح پر ایسے تربیتی پروگرام تشکیل دیئے جائیں جو بچوں اور نوجوانوں میں اخوت، ہمدردی، باہمی تعاون اور سماجی ذمہ داری کے جذبات کو پروان چڑھائیں۔
- والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ جدید ٹیکنالوجی کو محض تفریح کے بجائے بچوں کی علمی، اخلاقی اور عملی تربیت کے لیے استعمال کریں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق تعلیم دی۔

- تعلیمی اداروں اور معاشرتی سطح پر ایسے منصوبے شروع کیے جائیں جن کا مقصد صرف تعلیمی کامیابی نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی کردار سازی ہو۔
- ریاستی و تعلیمی پالیسی ساز ادارے اپنی پالیسیوں میں نبوی منہج کو رہنما اصول کے طور پر اپنائیں تاکہ معاشرے میں متوازن، ذمہ دار اور اخلاقی طور پر پختہ افراد پروان چڑھ سکیں۔

حوالہ جات:

1 حبیب اللہ مختار شہید، ڈاکٹر، **اسلام اور تربیت اولاد**، (کراچی: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، 1988ء)، 2/309-

2 ایضاً، ص360-

3 سوید، محمد نور بن عبد الحفیظ، **تربیت اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول**، (لاہور: دار القلم)، ص208-209-

4 محمد عبد الحق، **سیرت النبی کی روشنی میں بچوں کی نفسیات کا تحقیقی جائزہ**، (برجس، شمارہ2، 2017ء)، 4/64-

5 مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری، امام، **صحیح مسلم**، کتاب الفضائل، باب فَضَائِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَر، رقم الحدیث:6268-

6 محمد عبد الحق، **سیرت النبی کی روشنی میں بچوں کی نفسیات کا تحقیقی جائزہ**، (برجس، شمارہ2، 2017ء)، 4/65-

7 طیبہ کوثر، **بچوں کی تربیت کا نفسیاتی پہلو**، (ماہنامہ دختران اسلام، 2020ء)

8 سوید، محمد نور بن عبد الحفیظ، **تربیت اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول**، (لاہور: دار القلم)، ص206-207-

9 حبیب اللہ مختار شہید، ڈاکٹر، **اسلام اور تربیت اولاد**، (کراچی: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، 1988ء)، 2/354-

10 البخاری، محمد بن اسماعیل، امام، **صحیح بخاری**، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ، رقم الحدیث:6114-

11 ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث، امام، **سنن ابی داؤد**، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ، رقم الحدیث:4782-

12 حبیب اللہ مختار شہید، ڈاکٹر، **اسلام اور تربیت اولاد**، (کراچی: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، 1988ء)، 2/357-358-359-

13 القادری، محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، **سلسلہ تعلیمات اسلام بچوں کی تعمیر و شخصیت**، (لاہور: منہاج القرآن، 2018ء)، ص122-

14 غلام عباس، ڈاکٹر، **والدین کی بچوں کی جسمانی تربیت کے لیے ذمہ داریاں قرآن و احادیث کی روشنی میں**، (تحقیقی مجلہ نور معرفت، شمارہ:4)، 13/32-

15 القادری، محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، **سلسلہ تعلیمات اسلام بچوں کی تعمیر و شخصیت**، (لاہور: منہاج القرآن، 2018ء)، ص130-

16 حبیب اللہ مختار شہید، ڈاکٹر، **اسلام اور تربیت اولاد**، (کراچی: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، 1988ء)، 2/364-

17 سورۃ الحجرات 49:10-

18 البخاری، محمد بن اسماعیل، امام، **صحیح بخاری**، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابٌ: مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، رقم الحدیث:13-

19 حبیب اللہ مختار شہید، ڈاکٹر، **اسلام اور تربیت اولاد**، (کراچی: دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، 1988ء)، 2/365-

20 القادری، محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، **سلسلہ تعلیمات اسلام بچوں کی تعمیر و شخصیت**، (لاہور: منہاج القرآن، 2018ء)، ص185-186-